اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ○ (بنیٓ اسرآئیل:1)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۔وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

نبی اکرم ﷺ کا مقام:

نبی اکرم ﷺ کو اللہ رب العزت نے سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء، امام الملائکہ، امام الکل بنا کر بھیجا۔ آپ کو وہ عزتیں اور بلندیاں بخشیں کہ جن پر انسان تو کیا فرشتے بھی عش عش کر اٹھے۔

کن دنوں کو یاد کرنے کا حکم دیا گیا؟

آج کی یہ محفل نبی اکرم ﷺ کے معراج کے واقعہ کے متعلق کچھ گفتگو سننے کے لئے منعقد ہوئی ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ایسے واقعات جن سے اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں آئے، ان کا ہم آپس میں تذکرہ کرتے رہا کریں۔ وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ (ابراھیم:5) (تم اللہ کے دنوں کا ان سے تذکرہ کرتے رہا کرو)۔

اسلامی مہینوں میں قربانیاں:

آپ غور کیجئے کہ اسلامی سال کی ابتداء محرم سے ہوئی۔ اس مہینہ میں قربانیوں کی یادیں تازہ ہوتی ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کو 10 محرم کے دن آگ میں ڈالا گیا۔ سیدنا حسینؓ کو 10 محرم کے دن سجدہ کی حالت میں شہید کیا گیا۔ اسلامی سال کی انتہاء ذوالحجہ پر ہوئی تو اس میں بھی قربانیاں ہیں۔ اس مہینہ میں سیدنا اسماعیلؑ نے قربانی دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے ایک جانور کو قربانی کے لئے قبول فرمایا۔ تو اسلامی

سال کے شروع میں بھی قربانی اور آخر میں بھی قربانی۔ اگر اسلامی سال کا درمیان دیکھیں تو رجب کا مہینہ بنتا ہے۔ یہ مہینہ شرف انسانیت اور بلندیء انسانیت کے ظہور کا مہینہ ہے۔ اس کی ستائیسویں رات کو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے پاس عرش سے اوپر بلایا۔ وہ مقام عطا کیا کہ جس پر فرشتے بھی حیران رہ گئے۔ پھر سال کا جو پہلا نصف حصہ ہے اس میں اللہ رب العزت نے ربیع الاول کے مہینے میں نبی اکرم ﷺ کی ولادت مبارک فرمائی۔ اور جو دوسرا نصف حصہ ہے اس کو اللہ رب العزت نے رمضان کے ذریعے سعادت عطا فرمائی۔ تو پورے اسلامی سال میں کچھ مہینے اور کچھ ایام پروردگار کی طرف سے خصوصی رحمتوں کے حامل ہیں۔

اعلان نبوت:

یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چالیس سال کی عمر میں نبوت کا اظہار فرمایا، انبیائے کرامؑ تو آپ اس سے پہلے بھی تھے۔ فرمایا كُنْتُ نَبِيًّا وَ آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ (مرقاۃ المفاتیح ص ۴۲۵) (میں تو اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدمؑ ابھی گارے اور مٹی میں تھے) البتہ اظہار نبوت چالیس سال کی عمر میں ہوا۔ گویا 12 ربیع الاول کو محمد ﷺ بن عبداللہ کی رونمائی ہوئی پھر چالیس سال کے بعد محمد رسول اللہ کی جلوہ نمائی ہوئی۔

اعلان نبوت کے بعد عزیزوں کا حال:

جیسے ہی آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا وہ لوگ جو آپ ﷺ کے مداح تھے، اور عزیز رشتہ دار تھے وہ سب کے سب آپ ﷺ کی مخالفت میں سرگرم ہو گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی ایذا رسانی کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ سب کے سب جمع ہو کر آپس میں مشورے کرتے کہ ہم کس طرح آپ ﷺ کو تکلیفیں پہنچا سکتے ہیں۔

واقعہ شعب ابی طالب:

ایک ایسا وقت آیا کہ قریش مکہ نے یہ سوچا کہ کیوں نہ ہم آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اقرباء کے ساتھ سول بائیکاٹ (Civil Boycot) کر دیں۔ نہ کوئی آدمی ان سے سامان کی خرید و فروخت کرے اور نہ ان کے ساتھ میل ملاپ رکھے تاکہ اس کی وجہ سے قریبی رشتہ دار بھی آپ ﷺ کو چھوڑ دیں۔ اعلان نبوت کے ساتویں سال کا واقعہ ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے عزیز و اقارب کو مکہ شہر سے باہر کی طرف دھکیل دیا۔ ایک پہاڑ کی گھاٹی تھی جسے شعب ابی طالب کہا جاتا تھا، آپ ﷺ اور دوسرے عزیز و اقارب سب وہیں آ کر محصور ہو گئے۔ مکہ کے لوگ وہاں جاتے نہیں تھے اور ضروریات زندگی کے لئے وہاں کوئی سہولت نہیں تھی۔ بچے شدت پیاس کی وجہ سے بلکتے تھے، ماؤں کے سینوں میں دودھ نہ رہا جو ان بچوں کو پلایا جاتا۔ کفار تماشا بھی دیکھتے۔ ان لوگوں کے دل ایسے پتھر بن چکے تھے کہ وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے تھے کہ ان معصوم بچوں پر رحم کھا کر ان کو ضروریات زندگی مہیا کر دی جاتیں۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے ایک قریبی رشتہ دار کوئی کھانے کی چیز لے کر آپ ﷺ کو دینے کے لئے آئے تو قریش مکہ نے ان کو بھی راستہ میں روک لیا کہ تم یہ بھی نہیں دے سکتے۔ نہ تو خود یہ چیزیں دیتے تھے اور نہ کسی دوسرے کو یہ چیزیں دینے دیا کرتے تھے۔ چنانچہ تین سال انتہائی مشکل سے کٹے۔

وحی الٰہی یا غیب سے آپ ﷺ کی مدد:

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ پر وحی نازل فرمائی کہ قریش مکہ نے بائیکاٹ کا جو معاہدہ لکھا تھا اس کو تو دیمک کھا گئی۔ اور اس میں فقط اللہ کا لفظ باقی بچا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے یہ بات اپنے چچا کو بتلائی اور انہوں نے قریش مکہ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ جاؤ جو بائیکاٹ کا معاہدہ تم نے بیت اللہ میں نصب کیا تھا دیکھو کہ دیمک نے اسے چاٹ لیا ہے اور صرف اللہ کا لفظ باقی بچا ہے۔ جب انہوں نے جا کر دیکھا تو

واقعہ ایسا ہی تھا۔ چنانچہ اب ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ بائیکاٹ مزید نہیں رہے گا۔ ہم اپنی رشتہ داری کا پاس کرتے ہوئے کچھ نہ کچھ ان سے میل ملاپ ضرور رکھیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے 10 نبوی میں آپ ﷺ کو اس پریشانی کے ماحول سے نکال لیا۔

حضور ﷺ کے چچا کا آپ ﷺ کے ساتھ رویہ:

ایک پریشانی ختم ہوئی تھی کہ اگلی پریشانیاں پھر شروع ہو گئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد قریش مکہ آئے اور آپ ﷺ کے چچا سے کہا کہ دیکھئے، آپ کے بھتیجے ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اگر یہ مال کے طلبگار ہیں تو ہم ان کو پورے مکہ کا مال اکٹھا کر کے دے دیں گے۔ اگر یہ کسی امارت کے طلبگار ہیں تو ہم آج کے بعد ان کو اپنے قریش قبیلے کا امیر مقرر کر لیتے ہیں۔ اور اگر یہ چاہتے ہیں کہ ان کو سب سے زیادہ خوبصورت لڑکی کا رشتہ مل جائے تو پورے مکہ کی نوجوان لڑکیوں میں سے جس کی طرف اشارہ کریں ہم اسی کا رشتہ ان سے کرنے کو تیار ہیں۔ چچا نے آپ ﷺ کو بلایا اور قریش مکہ کی پوری بات آپ ﷺ کو سنائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چچا! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے ہاتھ پر سورج بھی رکھ دیں تو جو پیغام میں پہنچانے کے لئے آیا ہوں میں اس کو پہنچانے سے باز نہیں آؤں گا۔ قریش مکہ اٹھ کر چلے گئے تاہم ان کے دلوں میں غیظ و غضب اور بڑھتا چلا گیا۔

عام الحزن:

یہی سال تھا کہ آپ ﷺ کے چچا فوت ہو گئے۔ وہ آپ کے لئے بڑا سہارا تھے۔ ابھی کچھ عرصہ گزرا تھا کہ آپ ﷺ کی شریک حیات سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ؓ بھی اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اس سال کو عام الحزن کا نام دیا کہ یہ میرے لئے غم کا سال تھا۔ جب آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ بھی وفات پا گئیں اور چچا بھی وفات پا گئے تو اب قریش مکہ کے لئے میدان کھلا تھا۔ انہوں نے رشتہ داریوں کے پاس کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کو مزید ایذائیں پہنچانا شروع کر دیں۔

سفر طائف:

جب آپ ﷺ اپنے رشتہ داروں سے بہت زیادہ دلبرداشتہ ہوگئے تو دل میں بات آئی کہ ذرا باہر والوں کو بھی آزما لیا جائے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کے لئے ہدایت کا راستہ کھولے۔ چنانچہ آپ ﷺ طائف میں تشریف لے گئے۔ وہاں تین بھائی تھے، تینوں کی اپنی اپنی ایک برادری اور علاقہ تھا۔ آپ ﷺ ان تینوں سرداروں کے پاس تشریف لے گئے۔ ایک نے بات سن کر کہا کہ اگر آپ ﷺ کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا ہے تو پھر کعبہ کا پردہ عنقریب چاک ہونے والا ہے۔ دوسرے نے بات سن کر کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ کو آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور نہیں ملا تھا؟ کسی اور کو نبی بنا کر بھیج دیتا۔ تیسرا ذرا مناسب سا آدمی تھا۔ اس نے کہا کہ اگر تو آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں تو پھر آپ ﷺ سے بات کرنا خلاف ادب ہے۔ اور اگر آپ ﷺ نبی نہیں ہیں تو میں آپ ﷺ سے بات کرنا پسند نہیں کرتا کہ میں جھوٹے آدمی سے بات کروں۔ نبی اکرم ﷺ وہاں سے دلبرداشتہ ہوئے۔ جب واپس آنے لگے تو انہوں نے کچھ شریر لڑکوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ لڑکوں نے آپ ﷺ پر پتھر پھینکے۔ نبی اکرم ﷺ کے نعلین (جوتے) مبارک خون سے بھر گئے۔ آپ ﷺ سارے دن کے تھکے ہوئے تھے۔ کچھ کھایا پیا نہیں تھا۔ آپ ﷺ وہاں سے واپس آنے لگے تو ایک جگہ رکے اور آپ ﷺ نے ایک تاریخی دعا فرمائی۔ آپ ﷺ نے کہا:

اے میرے اللہ! کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں جو آپ مجھے ان لوگوں کے حوالے کر رہے ہیں جو مجھ سے غصے ہوتے ہیں۔ اے اللہ! اگر آپ ناراض ہیں تو آپ کو اس وقت تک منانا ضروری ہے جب تک کہ آپ راضی نہ ہو جائیں اور اے اللہ! میں تیرے چہرے کے اس نور کے طفیل مانگتا ہوں جس سے تمام ظلمتیں روشن ہوگئیں۔

چنانچہ بارگاہ الوہیت میں یہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ فرشتے اسی وقت نیچے اترے اور کہنے لگے کہ اے اللہ

کے محبوب ﷺ! اگر آپ ﷺ اشارہ فرمادیں تو اس بستی والوں کا نام ونشان مٹا کر رکھ دیا جائے۔ ایسی آندھی چلے گی کہ ان کا نام نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ چاہیں تو ان دو پہاڑوں کو آپس میں ٹکرا دیا جائے گا اوران کو درمیان میں پیس دیا جائے گا۔ مگر اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا، یہ لوگ مجھے نہیں پہچانتے ممکن ہے کہ ان کی آنے والی اولادوں میں سے کچھ لوگ کلمہ پڑھنے والے بن جائیں۔ سبحان اللہ، اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (جامع الاحادیث ص۱۵۳ ح۷۰۱۵) اے اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرما یہ مجھے نہیں پہچانتے ہیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ طائف سے واپس تشریف لے آئے تو آپ ﷺ کا غم اور زیادہ ہو گیا آپ ﷺ کے دل میں کڑھن اور بڑھ گئی اپنوں کا سلوک بھی دیکھ لیا، اور غیروں کا سلوک بھی دیکھ لیا۔ گویا دشمنوں نے آپ ﷺ کو ایذاء پہنچانے میں وہ سب کچھ کر دیا جو وہ کر سکتے تھے۔

فرشتہ جبرائیلؑ کی آمد:

چنانچہ آپ اسی غمزدہ حالت میں ام ہانیؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ایک عجیب دعا مانگی۔ فرمایا کہ کاش! میرا کوئی دوست ہوتا جو میرا ساتھ دیتا۔ کوئی میرا رفیق ہوتا جو غمخواری کرتا۔ کوئی میرا ایسا یار ہوتا جو میری دلداری کرتا۔ نبی اکرم ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے اور اسی غم میں آپ ﷺ سو گئے۔ ابھی رات کا وقت تھا اور آپ ﷺ سوئے ہوئے تھے کہ جبرائیلؑ نے حاضر ہو کر کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! اِنَّ اللّٰہَ یَقْرَئُکَ السَّلَامَ وَ یَدْعُوْکَ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی طرف سلام بھیجتے ہیں اور آپ ﷺ کو اپنی طرف دعوت دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بہت خوش ہو کر حضرت جبرائیلؑ کو دیکھا اور سلام کا جواب دیا۔ حضرت جبرائیلؑ نے دوسرا فقرہ پھر کہا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! اِنَّ رَبَّکَ یَشْتَاقُ اِلَیْکَ آپ ﷺ کا پروردگار آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے بہت مشتاق ہے۔ آپ ﷺ تشریف لے چلئے۔ چنانچہ آپ ﷺ

باہر تشریف لے آئے۔ وہاں سے آپ ﷺ کا شق صدر ہوا۔ آپ ﷺ کے دل مبارک کو کھول کر اللہ رب العزت کی خصوصی رحمتوں سے بھر دیا گیا۔ جیسے ہم لوگوں کو نماز سے پہلے پروردگار نے وضو کرنے کا حکم عطا فرمایا ہے۔ اس فخر انسانیت کی یہ نماز تھی کہ جس کے لئے اللہ رب العزت نے ان کے دل کا وضو کروایا۔ ان کے دل کو دھویا گیا۔ حتیٰ کہ نبی اکرم ﷺ نے وہاں نماز بھی ادا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ کو وہاں سے لے کر آگے پہنچایا گیا۔

آغاز سفر:

آپ ﷺ کے لئے جو سواری لائی گئی جبرائیلؑ امین نے بتایا اے اللہ کے نبی ﷺ! اس کا نام براق ہے۔ براق برق سے بنا جو برق رفتاری سے چلنے والا ہو۔ ایسی سواری جو بجلی کی طرح تیزی سے چلے۔ تو براق آپ ﷺ کے لئے لایا گیا۔ آپ ﷺ براق پر سوار ہوئے اور بیت الحرام سے بیت المقدس کی طرف چلے۔ جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کو بتایا، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ رحمت و برکت کی وادی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے وہاں بھی نماز ادا فرمائی۔ پھر جب آپ ﷺ تشریف لے گئے تو راستے میں کوہ طور پر بھی آپ ﷺ کا تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرنا ہوا حتیٰ کہ آپ ﷺ مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے۔

مسجد میں انبیائے کرامؑ کی امامت:

آپ ﷺ دیکھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ میں تمام کے تمام انبیاء کرامؑ موجود ہیں، صف بندھی ہوئی ہے۔ جبرائیلؑ امین عرض کرتے ہیں اے اللہ کے محبوب ﷺ! مقتدی تو صفوں میں کھڑے ہو چکے ہیں۔ امام کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ تشریف لے آئے ہیں اب آپ ﷺ امامت فرمائیے۔ تاکہ سب کے سب انبیاءؑ آپ ﷺ کی اقتداء کر سکیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے وہاں پر نماز پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ نے گویا آپ ﷺ کو امام الانبیاءؑ بنا دیا

سفر معراج:

جب آپ ﷺ نے نماز ادا کر لی تو اس کے بعد آپ ﷺ کو ایک دوسری سواری پیش کی گئی۔ احادیث

میں اس کا نام رفرف آتا ہے۔ رفرف کا اگر اردو میں ترجمہ کیا جائے تو اس کا مطلب ایک اونچائی کی طرف لے جانیوالی سیڑھی بنے گا۔ اور انگلش میں ترجمہ کیا جائے تو اس کا ترجمہ Elevator بنے گا۔ یہ دوسری سواری Elevator کے مانند تھی جس میں اگر انسان سوار ہو جائے تو وہ انسان کو بلندیوں کی طرف لے جاتی ہے۔ براق آپ ﷺ کو لے کر مکہ سے مسجد اقصیٰ تک پہنچاتا ہے اور رفرف آپ ﷺ کو وہاں سے لے کر آسمان کی بلندیوں تک پہنچاتا ہے۔ اس سفر کے پہلے حصے کو عربی زبان میں اسریٰ کہا گیا ہے۔ اسریٰ کا لفظی مطلب رات کو سفر کرنا ہے سفر کے دوسرے حصے کو معراج کہا گیا ہے۔ معراج کا لفظی معنی اونچائی اور بلندی کی طرف جانا ہے۔ معراج عروج سے ہے گویا آپ ﷺ کو وہاں سے عروج نصیب ہوا۔ جبرائیلؑ امین ساتھ تھے۔ آپ ﷺ اوپر گئے۔ حتیٰ کہ پہلے آسمان سے بھی اوپر، دوسرے آسمان سے بھی اوپر، تیسرے آسمان سے بھی اوپر، چوتھے آسمان سے بھی اوپر......ساتویں آسمان سے بھی اوپر آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ عرش سے اوپر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کو راستے میں مختلف عجائبات دکھائے گئے۔

ایک وہ جگہ بھی آئی جہاں لوح وقلم تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ فرشتوں کو بھی دیکھا جو بیٹھے ہوئے اعمال کے اجر وہاں پر لکھ رہے تھے۔ ان کے قلموں کی آواز کو بھی نبی اکرم ﷺ نے سنا۔ پھر آپ ﷺ کو وہاں پر جنت اور دوزخ کے مناظر دکھائے گئے۔

جنت کے مناظر:

روایت میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جنت کے مناظر کو دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جنہوں نے کھیتی کی۔ ان کی کھیتی اسی وقت پک کر تیار ہوگئی۔ وہ اس کو کاٹتے ہیں۔ دوبارہ ان کی کھیتی پھر بڑی ہو جاتی ہے۔ تو آپ ﷺ نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ نیک لوگوں کی

مثال ہے جنھوں نے نیک عمل کیے وہ اپنے اعمال کا بدلہ پاتے ہیں۔زندگی میں اس کی برکتیں ان کو بار بار ملتی چلی جاتی ہیں۔اسی حال میں آپ ﷺ نے سنا کہ کسی کے قدموں کی آواز آرہی ہے تو اللہ کے محبوب ﷺ بڑے حیران ہوئے، پوچھا جبرائیلؑ! یہ کس کے چلنے کی آواز ہے۔عرض کیا کہ اے اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ! یہ آپ ﷺ کے غلام بلالؓ کے زمین پر چلنے کی آواز ہے،مگر قدموں کی چاپ یہاں سنائی جارہی ہے۔آپ ﷺ نے پوچھا کہ قدموں کی چاپ یہاں کیوں سنائی جارہی ہے؟ عرض کیا،اللہ کے نبی ﷺ! وہ آپ ﷺ کا غلام اللہ کے ہاں وہ مقام رکھتا ہے،اللہ کے ہاں اتنا پسندیدہ ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی قبولیت کا درجہ رکھتا ہے کہ فرش پر اس کے قدم پڑتے ہیں عرش پر اس کے قدموں کی چاپ سنائی دیتی ہے۔اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو اپنے غلاموں کے بھی مقامات دکھا دیئے۔

جہنم کے مناظر:

پھر آپ ﷺ کو جہنم کے کچھ مناظر دکھائے گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایسے تھے کہ جن کے ہونٹ کاٹے جارہے تھے۔ایک فرشتہ قینچی لے کر کھڑا ہے۔لوگوں کے ہونٹ اونٹوں کی مانند ہیں جو لمبے ہیں اور لٹک رہے ہیں۔اور ان ہونٹوں کو فرشتے کاٹتے چلے جارہے ہیں۔ پوچھا، جبرائیلؑ! یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا،اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ وہ لوگ ہیں جو فتنہ پرداز تھے اور دنیا میں ایسی ایسی باتیں کیا کرتے تھے جس سے لوگوں میں فتنے پھیلتے تھے۔ اِدھر کی سنی اُدھر لگا دی کوئی بات کانوں میں پڑی، سنی سنائی پر یقین کر کے دوسروں سے بدگمانی شروع کر دی۔کچھ اپنی طرف سے زیب داستاں کے لئے ملا لیا، یہ فتنہ پرداز لوگ تھے۔ اِن کے ہونٹوں کو یہ فرشتے قینچی سے کتر رہے ہیں۔

تفرقہ بازوں کا انجام:

پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ فرشتے ایک آدمی کا گلا دبا رہے ہیں۔جب فرشتہ اُس کا گلا دباتا ہے تو اُسے

سخت تکلیف ہوتی ہے۔ پھر فرشتہ چھوڑ دیتا ہے۔ پھر گلا دباتا ہے، پھر چھوڑ دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جبرائیلؑ! یہ کیا معاملہ ہے؟ جواب دیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ آپ ﷺ کی اُمت کے وہ واعظ مقرر اور خطیب ہیں جو ایسی باتیں کرتے تھے کہ اُمت کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آج اِن کے گلوں کو دبایا جا رہا ہے کہ تمہیں اللہ نے یہ گویائی اس لئے تو نہیں دی تھی کہ اُمت کو اکٹھا کرنے کی بجائے اُمت کو پارہ پارہ کر دیتے۔ اِن کے ساتھ اللہ رب العزت نے یہ معاملہ فرما دیا۔

شراب نوشی کا انجام:

پھر نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کا دھڑ تو انسانوں کی مانند ہے مگر اُن کا چہرہ سُور کی مانند۔ حیران ہو کر پوچھنے لگے، جبرائیل امینؑ! یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ جھوٹی باتوں کی گواہی دینے والے لوگ تھے۔ چنانچہ آج دنیا میں دیکھئے کہ انسان اپنے دوست کی دوستی کی خاطر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہے۔ حالانکہ وہ غلط بیانی ہوتی ہے۔ وہ جھوٹی گواہی ہوتی ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جھوٹی گواہی دینے والے کو سُور کی شکل میں تبدیل فرما دیں گے۔ تب پتہ چلے گا کہ ہم نے جھوٹی گواہیاں کیسے دی تھیں۔

خاوند کے ساتھ بدسلوکی کرنے والیوں کی سزا:

نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ کچھ عورتیں کتوں کی مانند چیختی اور آوازیں نکالتی ہیں، نوحہ کرتی ہیں، بکھرے بال ہیں برا حال ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا، جبرائیلؑ امین! یہ کون ہیں؟ فرمایا، اللہ کے محبوب ﷺ! یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں اپنے خاوندوں کے ساتھ زبان درازی کرتی تھیں۔ جو خاوندوں کو تلخ جواب دیتی تھیں۔ ذرا سی بات پر گویا اینٹ کا جواب پتھر سے دیتی تھیں۔ یہ خاوند کی اطاعت کرنے کی بجائے اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بجائے اُن کو جلی کٹی سناتی تھیں۔ آج اللہ تعالیٰ نے یہ سزا دی کہ یہ کتوں کی مانند آوازیں نکال رہی ہیں۔

مغروری کا انجام:

پھر نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے قد چھوٹے ہیں اور اُن کے اوپر پہاڑ رکھا جاتا ہے۔ اور وہ پہاڑ کے نیچے کچلے جاتے ہیں۔ پھر اُن کے قد ٹھیک ہوجاتے ہیں۔ پھر پہاڑ اُن کے اوپر گرایا جاتا ہے۔ پوچھا جبرائیلؑ! یہ کیا ہے؟ جواب دیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ آپ کی اُمت کے متکبرین ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے۔ تکبر کرتے تھے کہ جی ہم جیسا کون ہے۔ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک اُن کو اسی طرح ذلیل و رسوا کریں گے۔

بد دیانتی کا انجام:

پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے سر پر بہت بڑے گٹھڑ، بڑے بڑے بوجھ لدے ہوئے ہیں جبکہ وہ بوجھ اُن سے اٹھایا نہیں جاتا۔ وہ بوجھ کی وجہ سے گرتے ہیں۔ فرشتے پھر بوجھ اٹھا کر اُن کے سر پر رکھ دیتے ہیں ۔ پوچھا، جبرائیل امین! یہ کیا ہے؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ آپ کی اُمت کے وہ لوگ ہیں جو امانت میں خیانت کرنے والے تھے۔ لوگ ان کو امانتیں دیتے تھے اور وہ امانت کا صحیح استعمال کرنے کی بجائے ان میں خیانت کر لیتے تھے ۔ آج ان کے سروں پر اتنے اتنے بھاری گٹھڑ رکھے ہوئے ہیں۔

بے نمازی کا انجام:

پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے ماتھے پر پتھر مارے جاتے ہیں اور ان کا سر کچل دیا جاتا ہے۔ وہ تکلیف پانے کے بعد ٹھیک ہوجاتے ہے تو فرشتہ پھر دوبارہ پتھر اٹھا کر ان کے ماتھے پر مارتا ہے پھر سر کچل جاتا ہے۔ پوچھا جبرائیلؑ! یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا اے اللہ کے محبوب ﷺ! یہ آپ ﷺ کی اُمت کے بے نمازی ہیں ۔ جو اپنی پیشانیوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے نہیں ٹیکا کرتے تھے ۔ جو اپنی

پیشانیوں کو نہیں جھکایا کرتے تھے۔ آج فرشتے ان کی کھوپڑی کو چورا چورا کر رہے ہیں۔

زنا کاری کا انجام:

نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں کہ جن کے سر کے اوپر شرمگاہیں ہیں جن سے پیپ نکل رہی ہے۔ وہ اُس کو پی رہے ہیں۔ پوچھا، اے جبرائیلؑ! یہ کون ہیں؟ عرض کیا، اے میرے محبوب ﷺ! یہ آپ ﷺ کی اُمت کے زانی ہیں۔ وہ مرد جنہوں نے زنا کیا اور وہ عورتیں جو زنا کروانے والی تھیں ان کے سر پر آج شرمگاہیں ہیں جن میں سے پیپ نکل رہی ہے۔ اور یہ پی رہے ہیں۔

غیبت کرنے والوں کا انجام:

کچھ لوگ تھے جو اپنا گوشت کاٹ کر کھا رہے تھے۔ پوچھا جبرائیل امینؑ! یہ کون ہیں؟ عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! یہ آپ ﷺ کی اُمت کے غیبت کرنے والے لوگ ہیں۔ آج انہی کا گوشت کاٹ کر اِن کو کھلایا جا رہا ہے۔ یہ دنیا میں اپنے بھائیوں کی غیبت کیا کرتے تھے۔

آگے کا سفر:

آپ ﷺ نے جنت کی رحمتیں بھی دیکھیں، جہنم کے مناظر بھی دیکھے۔ پھر نبی اکرم ﷺ کو اس سے بھی بلندی عطا فرمائی گئی حتیٰ کہ عرش کے اوپر جانے کے لئے ایک ایسی جگہ آئی جہاں حضرت جبرائیلؑ رک گئے۔ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہاں تک میرا ساتھ تھا۔ اس سے آگے اللہ کی جلالت شان کا یہ حال ہے کہ میں اگر ایک قدم بھی آگے بڑھاؤں تو میرے پر جل جائیں گے۔ گویا محبوب ﷺ کو ملاقات کیلئے جب لایا گیا تو لانے والے نے دروازے تک تو پہنچا دیا اور کہا کہ آگے آپ ﷺ کو اپنے محبوب سے ملنے کیلئے اختیار ہے۔ آپ ﷺ اکیلے جائیں کیونکہ محبّ اپنے محبوب سے ملنے کیلئے تخلیہ چاہتے ہیں

رویت جبرائیلؑ ثانیہ:

مفسرین نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دو دفعہ جبرائیلؑ کو ان کی اصلی شکل میں دیکھا۔ ایک مرتبہ غار حرا میں آغاز نبوت کے وقت اور دوسری مرتبہ معراج کے موقع پر دیکھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى (النجم:13) (البتہ تحقیق آپ نے جبرائیلؑ کو دوسری دفعہ نیچے اترتے ہوئے دیکھا۔ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى (النجم:14) (سدرۃ المنتہی کے پاس) عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى (النجم:15) (اسکے پاس ہی جنت ماوٰی ہے)۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سدرۃ المنتہی کے مقام پر جبرائیلؑ کو اصلی شکل میں دیکھا اور اسکے چھ سو پر تھے۔ مجھے اس کو پہچاننے میں کسی قسم کی کا تردد نہیں ہوا۔ پھر سدرۃ المنتہی کے متعلق فرمایا کہ یہ جنت الماوٰی کے پاس ہے۔ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ جنت ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے۔ اسکے تمام طبقات درجہ بدرجہ اوپر کی طرف جاتے ہیں اور آخر میں جنت الفردوس ہے جس پر عرش الٰہی کا سایہ پڑتا ہے۔

سدرۃ المنتہی کی کیفیت:

جب نبی اکرم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو اس وقت سدرہ پر ایک خاص قسم کے انوار و تجلیات وارد ہو رہے تھے اور درخت کے پتوں پر سنہری پروانے جگمگا رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے حسن و جمال کی تعریف بیان کر نہیں سکتا جو اس وقت سدرہ پر طاری تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى (النجم:16) (جب ڈھانپ لیا سدرہ کو اس چیز نے جس نے ڈھانپ لیا) یہ مشاہدہ نبی اکرم ﷺ پر بہت واضح تھا مگر آپ نے اِدھر اُدھر غیر ضروری طور پر نہ دیکھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى (النجم:17) (نہ تو نگاہ اِدھر اُدھر ہوئی اور نہ ہی حد سے

بڑھی) آپ ﷺ نے نہایت اطمینان کے ساتھ اس کیفیت کا مشاہدہ کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی (النجم :18) (تحقیق آپ نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں)۔

سدرہ بیری کے درخت کو کہتے ہیں۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اس بیری کی جڑ چھٹے آسمان پر ہے اور اس کی شاخیں ساتویں آسمان سے آگے نکلی ہوئی ہیں۔ اس درخت کے ہر پتے پر فرشتے تسبیح کرتے ہیں۔ اس درخت کو سدرۃ المنتھی اس لئے کہتے ہیں کہ اسے نیچے اور اوپر کے درمیان ایک سنگم کی حیثیت حاصل ہے۔ اوپر سے نازل ہونے والا حکم یہاں رہ جاتا ہے اور نیچے کسی دوسری کیفیت کے ساتھ وارد ہوتا ہے۔ اسی طرح نیچے سے اوپر جو کچھ جاتا ہے وہ یہاں آ کر رک جاتا ہے۔ گویا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ درخت عالم خلق اور عالم امر کے درمیان ایک سنگم ہے۔ اس درخت کو بنی نوع انسانی کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ اسی واسطے حدیث پاک میں آیا ہے کہ میت کو غسل دینے کیلئے پانی میں بیری کے پتے ڈال لیا کرو۔

چار نہریں:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ معراج کے موقع پر میں نے اس درخت کی جڑ میں چار نہریں دیکھیں۔ میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ کیسی نہریں ہیں تو اس نے بتایا کہ دو نہریں کوثر اور سلسبیل ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ قیامت کے دن اسی کوثر کا پانی پرنالوں کے ذریعے حوض کوثر میں ڈالا جائے گا جو نبی اکرم ﷺ اپنے اُمتیوں کو پلائیں گے۔ باقی دو نہریں دریائے نیل اور فرات کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ جس طرح سمندر کی مدوجزر کا تعلق چاند سے ہے۔

رویت الٰہی:

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی (النجم :13) سے بعض مفسرین نے

رویت جبرائیلؑ مراد لی ہے مگر بعض نے رویت باری تعالیٰ مراد لی ہے۔ لَقَدْ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ (حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا) ترمذی شریف کی روایت ہے کہ ایک دفعہ آنکھ سے دیکھا ایک دفعہ دل سے۔ طبرانی اور مسلم شریف کی روایت میں بھی ایسے ہی الفاظ آتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابوذر غفاریؓ کی روایات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے البتہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ اس کا سختی سے انکار کرتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی رویت باری تعالیٰ کے خلاف ہیں۔ حضرت سروق نے سیدہ عائشہؓ سے پوچھا کہ آپ رویت کا انکار کس بنا پر کرتی ہیں؟ انہوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ز وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (الانعام: 103) (آنکھیں اللہ تعالیٰ کو نہیں پا سکتیں البتہ وہ آنکھوں کو پا لیتا ہے)

غور کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کی اس دلیل کو دعوے کے ساتھ پوری مطابقت نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں ادراک کی نفی ہے نہ کہ رویت کی۔ ادراک کا مطلب ہے کسی چیز کا مکمل احاطہ کر لینا اور یہ واقعی اللہ تعالیٰ کی ذات کا یا صفات کا ممکن نہیں۔ وہ تو غیر محدود ذات ہے لہٰذا اس کا مکمل احاطہ نہ دنیا میں ہو سکتا ہے نہ آخرت میں۔ البتہ رویت کا مسئلہ دوسرا ہے جس کے شواہد موجود ہیں۔ جہاں تک رویت آخرت کا معاملہ ہے تو سیدہ عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ جنت میں تمام اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا مگر بے جہت بے کیف بے شبہ بے مثال ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اِنَّكُمْ لَنْ تَرَوْا رَبَّكُمْ حَتّٰى تَمُوْتُوْا (کنز العمال ص ۴۴۸ ح ۳۹۲۰۸) (تم مرنے سے پہلے اپنے پروردگار کو نہیں دیکھ سکتے) یعنی یہ دیدار تب نصیب ہوگا جب مر کر اگلے جہان پہنچ جائیں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے بھی کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے رویت کی درخواست کی تھی تو جواب آیا تھا لَنْ تَرَانِىْ

(الاعراف:143) (تم مجھے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے) پھر جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰؑ بیہوش ہو کر گر گئے۔ مطلب یہ ہے کہ اس عالم ناسوتی میں تو رویت الٰہی ممکن نہیں۔ تاہم نبی اکرم ﷺ کو جو رویت نصیب ہوئی تھی وہ دوسرے جہاں میں حظیرۃ القدس میں ہوئی تھی لہٰذا اس رویت میں کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سر کی آنکھوں سے اپنے پروردگار کو دیکھا۔ امام احمد بن حنبلؒ بھی اسی رویت کے قائل ہیں۔ کسی نے آپ کے سامنے ذکر کیا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ تو اس رویت کا انکار کرتی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ان کی بات کا جواب میں حضور اکرم ﷺ کی بات سے دیتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ سے یہ قول صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ رَاَیۡتُ رَبِّیۡ عَزَّوَجَلَّ (غایۃ المقصد فی زوائد المسند ص ۱۴۸) (میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا) یہ قول رسول ﷺ ہے اور قول عائشہؓ سے زیادہ قوی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں آیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تم کو اس بات پر تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلت حضرت ابراہیمؑ کیلئے، کلام حضرت موسیٰؑ کیلئے اور رویت حضرت محمد ﷺ کیلئے رکھی۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا رَاَیۡتُ نُوۡرًا (جامع الاحادیث ص ۳۴ ح ۱۲۶۴۰) (میں نے نور الٰہی کو دیکھا) دوسری روایت میں ہے فَسَجَدۡتُّ لَہٗ (مسند احمد ص ۳۱۴) (میں نے سجدہ کیا)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ دو مرتبہ رویت کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو ایک دفعہ آنکھ سے دیکھا اور دوسری مرتبہ دل سے دیکھا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضرت جبرائیلؑ نے

جب نبی اکرم ﷺ کا قلب مبارک شق کیا تو کہا قَلْبٌ وَكِيْعٌ فِيْهِ اُذُنَانِ سَمِيْعَتَانِ وَ عَيْنَانِ بَصِيْرَتَانِ (سنن الدارمی ص۴۲ ح۵۳) (یہ بڑا مضبوط دل ہے اس میں دو سننے والے کان اور دیکھنے والی دو آنکھیں ہے) گویا دل کی دو آنکھیں بھی ہیں جن سے نبی اکرم ﷺ کو رویت الٰہی نصیب ہوئی۔ بہر حال رویت ایک دفعہ آنکھ سے ہوئی دوسری مرتبہ قلب سے ہوئی یہ دونوں باتیں درست ہیں اور دونوں کا منشا ایک ہے۔

قرب الٰہی:

چنانچہ اللہ کے محبوب ﷺ کو اس سے بھی اوپر بلندی عطا کی گئی۔ کتنی عطا کی گئی؟ اس کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔ جب آپ ﷺ اپنے پروردگار کے سامنے اس حال میں پہنچے تو آپ ﷺ نے اپنے پروردگار کی حمد بیان کی اور عجیب انداز سے اپنے پروردگار کی تعریف کی۔ آپ ﷺ نے تین الفاظ کہے۔ آپ ﷺ نے پروردگار کے سامنے عرض کیا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ میری سب کی سب زبانی تعریفیں، میری قولی عبادتیں، میری زبان سے نکلی ہوئی حمد پروردگار کے لئے۔ وَالصَّلَوٰتُ اور جو میں نے بدنی عبادتیں کی ہیں وہ ساری کی ساری میرے پروردگار کے لئے ہیں۔ وَالطَّيِّبَاتُ اور جو میں نے مال خرچ کیا ہے وہ سب کی سب مالی عبادتیں بھی اے پروردگار! تیرے لئے ہیں۔ گویا آپ ﷺ نے تین باتیں کہیں۔ اے اللہ! میری قولی عبادتیں بھی تیرے لئے، میری بدنی عبادتیں بھی تیرے لئے اور میری مالی عبادتیں بھی تیرے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی تین باتیں آپ ﷺ نے کہی تھیں ان کے بدلے پروردگار نے بھی تین باتیں کہیں۔ فرمایا میرے محبوب ﷺ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ آپ کے اوپر سلامتی ہو۔ اور اللہ کی رحمتیں ہوں اور اللہ کی برکتیں ہوں۔ اَلسَّلَامُ

عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِی آپ ﷺ پر سلامتی ہو وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ اور اللہ کی رحمتیں ہو وَ بَرَکَاتُہٗ اور اللہ کی برکتیں ہوں۔ جب نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہے، سلامتی کی بات ہو رہی ہے، برکت و رحمت کی بات ہو رہی ہے تو نبی اکرم ﷺ کو امت یاد آئی آپ ﷺ نے فوراً فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا ہم پر بھی سلامتی ہو وَ عَلیٰ عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْن اور میری امت کے جو نیک لوگ ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی ان پر بھی سلامتی ہو۔ قربان جائیں اس نبیء رحمت ﷺ پر جس کو پروردگار کا قرب ملتا ہے تو اس حال میں بھی گنہگار امت کو نہیں بھولے۔ اس رحمت و برکت میں امت کو بھی شامل فرمالیا۔ جب فرشتوں نے دیکھا تو حیران رہ گئے اور ان کی زبان سے فوراً یہ الفاظ نکلے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ (ترمذی ص ۸۱ ح ۲۸۹) چنانچہ جتنی گفتگو ان قرب کے لمحات میں ہوئی تھی رب کریم نے اس کو تحفہ بنا کر اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا۔

نماز کا تحفہ:

جب دوست دوست سے ملاقات کے لئے آتا ہے تو بعد میں تحفہ لے کر واپس جایا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے محبوب ﷺ! آپ اس تمام گفتگو کو تحفہ سمجھئے اور اپنی امت کو کہئے کہ دن میں 50 نمازیں پڑھے اور اس کے ذریعے گویا مجھ سے ہم کلام ہوا کرے۔ آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو راستے میں حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! کیا معاملہ پیش آیا؟ فرمایا، مجھے نمازوں کا حکم عطا کیا گیا۔ عرض کیا، میری امت کو بھی اسی طرح کا حکم تھا مگر وہ امت تو تھوڑا بھی نہ کرسکی، آپ ﷺ ایک دفعہ پھر تشریف لے جائیے۔ چنانچہ آپ ﷺ پھر تشریف لے گئے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری دی اللہ تعالیٰ نے 45 کردیں۔ پھر دوبارہ معاملہ ہوا 40 کردیں۔ پانچ نمازیں کم

ہوتی گئیں۔ نومرتبہ آپ ﷺ کو بار بار عروج و بلندی نصیب ہوئی۔ حکمت کیا تھی؟ ظاہر میں نظر آتا ہے کہ نمازیں معاف ہو رہی ہیں مگر حقیقت یہ تھی کہ پروردگار دکھانا چاہتے تھے کہ میرے بندو! کل کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ عروج ایک ہی دفعہ نصیب ہوا، اب دوبارہ ان کو نصیب نہیں ہوسکتا۔ یہ میرے وہ بندے ہیں جو ایک ہی دفعہ میرے پاس نہیں آئے۔ ان کے لئے میرے در کھلے ہیں۔ محبوب تو جتنی دفعہ چاہے میرے پاس آسکتا ہے۔ میں نے رحمت کے دروازے کھول دیئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نویں دفعہ کے بعد فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں پھر جاؤں۔ اب تو فقط 5 نمازیں ہیں۔ چنانچہ 5 نمازوں کا تحفہ لے کر اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ واپس تشریف لائے۔

نظام کائنات کا موقوف ہونا:

جب نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے گھر میں پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ جس پانی سے وضو کیا تھا وہ اسی طرح بہہ رہا ہے۔ بستر کی گرمی بھی مجھے اسی طرح محسوس ہوئی، درحقیقت وہاں جتنا وقت لگا تھا پروردگار عالم نے نظام کائنات کو اسی جگہ روک دیا تھا۔ جب آپ ﷺ تشریف لے گئے تھے آپ کائنات کی جان تھے کائنات کا ارمان تھے۔ جب آپ ﷺ ہی تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے پورے نظام کو وہیں روک دیا۔ جب ملاقات کر کے واپس تشریف لائے، تو پھر نظام وہیں سے آگے چلا۔

جدید سائنس اسلام کی دہلیز پر:

ایک وقت تھا کہ جب دنیا تخت سلیمانی کے اڑنے کو نہیں سمجھ سکتی تھی۔ آج ہوائی جہاز کی اڑان نے تخت سلیمانی کے اڑنے کو اچھی طرح سمجھا دیا۔ ایک وقت تھا کہ جب ابابیلوں کی کنکریاں جو ہاتھیوں کو بھوسا بنا کر رکھ دینے والی تھیں، وہ انسان کو حیران کر دیتی تھیں کہ کنکریوں میں کہاں اتنی طاقت کہ ہاتھی کو مار سکیں

آج رائفل کی گولی نے بات صاف کردی کہ کس طرح رائفل کی گولی سے اتنا بڑا ہاتھی مرجاتا ہے۔ پروردگار عالم کی طرف سے ابابیل جب کنکریاں پھینکتے تھے وہ بھی گولی بن کر پڑتی تھیں۔ تو سائنس وقت کے ساتھ ساتھ ان باتوں کی نقاب کشائی کرتی جا رہی ہے۔ ایک وقت تھا کہ یہ باتیں سمجھ میں نہیں آتی تھیں آج سمجھنی نسبتاً زیادہ آسان ہیں۔ آج لفٹ میں سفر کرنے والے کیلئے رفرف کا سمجھنا زیادہ آسان ہے۔ آج براق کے لفظ کو برق کی وجہ سے سمجھنا زیادہ آسان ہے جو ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ اور چھیاسی ہزار میل کا سفر کر جاتی ہے۔ اللہ رب العزت نے اسی طرح اپنے محبوب ﷺ کو تھوڑی سی دیر میں یہ تمام شرف عطا فرما دیا۔ بظاہر کوئی اسے سمجھے یا نہ سمجھے۔

میرے دوستو! ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ چونکہ اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا، لہٰذا ہمارا پکا ایمان ہے اللہ کے محبوب ﷺ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے سب مناظر دیکھے اور دیکھ کر تشریف لے آئے۔

ایک دلچسپ حکایت:

اس پر مجھے پنجابی کی ایک حکایت یاد آ گئی۔ ہمارے ہاں پنجاب کے علاقے میں جب صبح صبح لوگ اٹھتے ہیں تو اپنے کھیتوں میں ہل چلانے کے لئے نکل جاتے ہیں۔ ہل چلانے والے کو پنجابی میں ''ہالی'' کہتے ہیں۔ وہ ہالی جب ہل چلاتے ہیں تو ان کو کافی دیر گزر جاتی ہے۔ حتیٰ کہ جب سورج دو چار نیزے اوپر چلا جاتا ہے تو اس وقت ان کی بیویاں گھروں میں لسی بلو کر مکھن نکال لیتی ہیں۔ کچھ روٹیاں پکا لیتی ہیں، پھر روٹی اور مکھن وغیرہ کا ناشتہ لے کر کھیتوں میں ان کو پہنچاتی ہیں۔ تو وہ خاوند جو ہل چلا رہا ہوتا ہے اسے بھوک بھی لگی ہوتی، کئی گھنٹے ہل چلا چلا کر وہ تھکا ہوا بھی ہوتا ہے۔ تو وہ بیوی کا منتظر ہوتا ہے۔ گویا اپنے محبوب کا منتظر ہوتا ہے، اس کی راہ تک رہا ہوتا ہے۔ جیسے ہی بیوی اس کے سامنے ناشتہ لے کر جاتی ہے وہ وہیں ہل کو روک دیتا ہے اور اپنی بیوی کے پاس بیٹھ کر ناشتہ کرتا ہے۔ ایک شاعر نے شاعرانہ انداز

میں اور عاشقانہ مزاج میں اس پورے منظر کو یوں بیان کیا ہے۔ جب بیوی سامنے جاتی ہے اور اس نے اپنی ناک میں جو لونگ پہنا ہوتا ہے اس کا لشکارہ پڑتا ہے تو خاوند ہل چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس بات کو اس نے یوں کہا،

پیا لونگ دا جدوں لشکارا تے ہالیاں نے ہل روک لئے

لونگ کا جب لشکارا پڑتا ہے تو ہالی اپنے ہل روک لیتے ہیں۔ یہی معاملہ تھا محبوب ﷺ کا۔ جب وہاں پہنچے تو پروردگار عالم نے ساری کائنات کے نظام کو وہیں روک کے رکھ دیا کہ محبوب میرے پاس ہے۔ میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کتنی گفتگو کروں گا؟ فرمایا، فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى (النجم: 10) پھر پروردگار نے اپنے بندے پر وحی نازل فرمائی اور جو چاہا اس نے وحی نازل فرمائی۔ یہ محبوب اور محبّ کے درمیان راز ہے۔ کوئی محبوب اپنے محبّ کی ملاقات کی باتیں دوسرے کو نہیں بتایا کرتا۔ چنانچہ قرآن پاک نے بھی اسی طرح اجمال کے ساتھ اس کا تذکرہ کر دیا۔ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ○ (النجم:-10) لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (النجم:-18) تحقیق انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔

قریش مکہ کی حیرانی:

جب آپ ﷺ معراج سے واپس تشریف لائے تو اگلے دن آپ ﷺ نے قریش مکہ کو یہ سارا واقعہ سنایا وہ بڑے حیران ہوئے۔ سوچنے لگے کہ اتنی تھوڑی سی دیر میں کوئی مسجد اقصیٰ تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔ اور واپس آ سکتا ہے؟ چنانچہ انہوں نے اس بات کو خلاف حقیقت سمجھا۔ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے ہیں، قریش مکہ پاس ہیں۔ آپ ﷺ نے معراج کے متعلق ارشاد فرمایا تو قریش مکہ کہنے لگے اچھا اگر آپ

مسجد اقصیٰ سے ہو کر آئے ہیں تو بتائیں کہ اس کی چھت کی کڑیاں کیسی تھیں؟ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں مجھے تو چھت کی کڑیوں کے متعلق پتہ ہی نہ تھا۔ میری طبیعت میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی کہ ان کفار نے ایسا سوال کیا ہے کہ مجھے اس وقت اس کا جواب معلوم ہی نہیں۔ مگر میرے پروردگار نے میری راہنمائی فرمائی اور درمیان کے سارے کے سارے پردے ہٹا دیئے۔ میں مسجد اقصیٰ کی چھت کو دیکھ رہا تھا۔ جو کچھ وہ کفار پوچھتے جاتے میں ان کو بتاتا جاتا تھا۔ جب میں نے ساری باتیں ان کو بتا دیں تو ان کے مقدر میں ہدایت تو پھر بھی نہیں تھی۔ کہنے لگے یہ بڑا جادوگر ہے۔ یہ اپنے جادو کے ذریعے یہ باتیں بتا دیتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی گواہی:

ابوجہل وہاں سے اٹھ کر گھر کی طرف چل پڑا تو آگے حضرت ابوبکرؓ آرہے تھے۔ کہتا ہے ابوبکر! تم بڑے عقلمند آدمی ہو، سمجھدار ہو، دانا ہو۔ مجھے ایک بات تو بتا دو، اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ میں مکہ سے چلا اور رات ہی رات میں مسجد اقصیٰ تک پہنچا پھر واپس آ گیا، تو کیا یہ ممکن ہے؟ آپؓ نے فرمایا ممکن تو نہیں ہے، کہنے لگا کہ آپؓ ہی کے تو دوست کہتے ہیں کہ میں رات میں یہ سفر کر کے آیا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ تڑپ کر بولتے ہیں کہ اگر میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں تو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سچ کہتے ہیں۔ یقیناً ان کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابوبکرؓ کی یہ گواہی اتنی پسند آئی کہ حضرت ابوبکرؓ کے نام کے ساتھ صدیق کا لقب لگا دیا۔ قیامت تک کے لئے حضرت ابوبکر کا نام لیا جائے گا تو ان کو صدیق کہہ کر پکارا جائے گا کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے ایک دعوی فرمایا تھا اور ابوبکرؓ نے بن دیکھے اس کی گواہی دی تھی۔ معراج کا واقعہ تفاسیر کی کتب میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کئی حکمتیں تھیں۔ چند حکمتیں جو اللہ رب العزت نے ہمیں معراج کے واقعہ میں دکھائی تھیں وہ بھی سنتے چلیں۔

1 محبوب ﷺ سے بلا واسطہ گفتگو:

ان میں سے پہلی حکمت یہ ہے کہ اللہ رب العزت پہلے اپنے محبوب ﷺ سے جبرائیل امینؑ کے ذریعے ہمکلامی فرمایا کرتے تھے۔ گویا واسطہ تھا، جبرائیل امینؑ کا۔ محبّ اپنے محبوب کی طرف پیغام بھیجتا تھا کسی پیامبر کے ہاتھوں۔ پھر ایک وقت ہوتا ہے کہ جب دل چاہتا ہے کہ واسطے کے بغیر بھی ہمکلامی ہو۔ واسطے کے بغیر بھی ملاقات ہو۔ چنانچہ پروردگار عالم نے اپنے محبوب ﷺ کو عرش پر بلالیا۔ گویا فرمایا کہ اے میرے محبوب ﷺ! دنیا میں تو جبرائیلؑ پیغام دینے جاتے تھے، آپ عرش پر تشریف لائیے تاکہ میں بغیر واسطے کے آپ سے ہمکلامی کرلوں۔ پس واقعہ معراج میں ایک حکمت تو یہ تھی کہ پروردگار نے اپنے محبوب ﷺ سے بغیر واسطے کے ہمکلامی فرمائی اوران کو اتنا قرب عطا فرمادیا۔

2 ملائکہ کو اپنے محبوب ﷺ کا دیدار کروانا:

دوسری حکمت اس میں یہ تھی کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنایا تھا۔ اور جو رحمۃ للعالمین ہو وہ صرف عالم دنیا کے لئے رحمت نہیں ہوتا۔ وہ تو تمام عالموں کے لئے رحمت ہوتا ہے۔ اب اس میں عالم ملکوت بھی آتے ہیں۔ فرشتوں کے عالم بھی آتے ہیں۔ آپ ﷺ جس طرح انسانوں کے لئے رحمت تھے اسی طرح آپ فرشتوں کے لئے بھی رحمت تھے۔ زمین کی مخلوق کے لئے جیسے رحمت اسی طرح آپ فرشتوں کے لئے رحمت تھے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنایا تھا لہٰذا پسند فرمایا کہ میرے رحمۃ للعالمین کو دنیا کی مخلوق نے تو دیکھ لیا اب میں اس رحمۃ للعالمین کو عرش کی سیر کیلئے بلاتا ہوں تاکہ عرش کے رہنے والے فرشتے بھی اس کا دیدار کرلیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اس لئے معراج عطا فرمادی تاکہ فرشتے بھی نبی اکرم ﷺ کے دیدار سے مستفید ہوسکیں۔

3 فرشتوں پر اپنے محبوب ﷺ کی برتری کا اظہار:

پھر اس میں ایک حکمت یہ تھی کہ فرشتے چونکہ عرش پر تھے اس لئے ممکن ہے ان کو اپنی بلندی کا ناز ہو۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنی طرف بلا لیا اور ان کو کہاں تک پہنچایا؟ اس بلندی تک پہنچایا کہ فرشتے بھی نیچے رہ گئے۔ گویا فرشتوں پر یہ بات ثابت کر دی گئی کہ دیکھو، تمہیں اپنی بلندی پر فخر نہ ہو، میں اپنے محبوب ﷺ کو اتنا اونچا بلاتا ہوں کہ جبرائیل امینؑ بھی نیچے رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو بلندی عطا فرما کر فرشتوں کے فخر کو یا ناز کو توڑ کر رکھ دیا کہ دیکھو میرے محبوب ﷺ کو کیا شان عطا فرمائی گئی۔

4 اپنے محبوب ﷺ کو امام الکل ثابت کرنا:

پھر آپ ﷺ بیت اللہ (مکہ) سے چلے۔ وہاں پر گویا امام الانس تھے کیونکہ آپ ﷺ نے وہاں انسانوں کی امامت فرمائی۔ جب آپ ﷺ مسجد اقصیٰ گئے وہاں آپ نے انبیاءؑ کی امامت فرمائی تو امام الانبیاءؑ بن گئے۔ جب آپ عرش پر تشریف لائے وہاں آپ ﷺ نے فرشتوں کی امامت کروائی تو امام الملائکہ بنے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ یہ میرے محبوب امام الکل ہیں۔ میری سب مخلوق کے امام ہیں۔

5 کفار مکہ کی پسپائی:

پھر اس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ کفار نے جب آپ ﷺ سے گفتگو کی تھی تو انہوں نے کلمہ توحید کو چھوڑنے کے بدلے آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا مال پیش کیا تھا، دنیا کے خزانے پیش کئے تھے، دنیا کا حسن و جمال پیش کیا تھا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی کہ میرے محبوب ﷺ! یہ کفار آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا مال پیش کرتے ہیں، آپ ﷺ ذرا میری طرف آیئے، میں آپ ﷺ کو اپنے خزانوں کی سیر کرا دوں کہ آپ ﷺ کے پروردگار نے آپ ﷺ کے لئے کیسے کیسے خزانوں کو جمع کر رکھا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے خزانوں کی سیر کرا دی تاکہ کفار کی یہ بات غلط ثابت ہو کہ دنیا کا پیسہ بڑی چیز ہے۔ جو دنیا سے منہ موڑتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمتوں کے خزانے عطا فرما دیتے ہیں۔ اس لئے اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج کی یہ سعادت عطا فرمائی۔

6 محبوب ﷺ کی دلداری:

اس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ ایک مرتبہ جب کفار نے سخت دل آزاری کی تو آپ ﷺ نے یہ کہا تھا کہ کوئی دوست ہوتا جو میرا ساتھ دیتا، کوئی رفیق سفر ہوتا جو میری غمخواری کرتا، کوئی میرا یار ہوتا جو دلداری کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اپنے محبوب ﷺ کو عرش پر بلوا لیا۔ گویا فرمایا میرے محبوب ﷺ! میں ہی تو آپ کا رفیق الاعلیٰ ہوں۔ اگر دنیا ایذا دیتی ہے تو آؤ میں تمہاری دلداری کروں گا۔ دنیا نے تو تکلیف دی آیئے میں آپ ﷺ کے دل کو خوشیاں دے دوں۔ دنیا نے آپ ﷺ کو ایذاء پہنچائی، میں آپ ﷺ کے دل کو تسکین دے دوں۔ دنیا نے تو آپ ﷺ کو پریشان کیا تو آیئے سعادت کی دستار میں آپ ﷺ کے سر پر رکھ دوں۔ اس لئے کہ میں ہی آپ ﷺ کا رفیق الاعلیٰ اور آپ ﷺ کا دوست ہوں۔ تو معراج کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی تھی کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے پاس بلوا کر آپ ﷺ کی دلداری فرمائی۔

7 عیسائیوں کے زعم باطل کا توڑ:

اس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے عرش پر بلایا اور چوتھے آسمان کے اوپر ان کا قیام فرما دیا ممکن ہے کہ عیسائیوں کے دل میں یہ بات پیدا ہوتی کہ ہمارے پیغمبر بڑے افضل ہیں، ان کو آسمانوں پر اٹھایا گیا اور چوتھے آسمان پر ان کا قیام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا فخر توڑنے کے لئے اپنے محبوب ﷺ کو معراج عطا فرما دی۔ کہ او نصاریٰ! تم دیکھو، اگر تمہارے پیغمبرؑ کو چوتھے آسمان تک اٹھایا گیا تو میں اپنے محبوب ﷺ کو چوتھے آسمان سے بھی اوپر لے جا رہا ہوں۔

8 مشاہدہ حق کے ساتھ حمد وثنا:

اور ایک حکمت یہ بھی تھی کہ دنیا میں جتنی بھی مخلوق آئی، سب اللہ تعالیٰ کی حمد کرتی تھی مگر سب کے سب بن دیکھے تعریف کر رہے تھے۔ کوئی تو ایسا بھی ہو جو دیکھ کر تعریف کرنے والا ہو۔ اس مقصد کے لئے پروردگار نے اپنے محبوب ﷺ کو بلا لیا۔ میرے محبوب ﷺ! ساری دنیا بن دیکھے تعریف کرتی رہی، میں آپ ﷺ کو وہ مقام عطا کرتا ہوں جہاں میری نشانیوں کو دیکھ کر اور مجھے دیکھ کر آپ میری تعریفیں کر سکیں۔ چنانچہ جتنے بھی انبیاءؑ آئے ان کی گواہی بن دیکھے تھی، ایک ہمارے محبوب ﷺ ہیں جنہوں نے دیکھ کر گواہی عطا فرمائی۔

9 اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی سیر:

دنیا کا دستور ہے کہ جب بادشاہ کسی کو اپنا دوست بناتا ہے، اس کو اپنے محلات کی سیر کرواتا ہے۔ اپنے خزانے دکھاتا ہے۔ اپنے دربار میں بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنا قرب خاص عطا فرما دیا تو ان کو عرش وقلم سے اوپر بلا لیا۔ اپنے مقامات کی سیر کروائی۔ اپنے خزانوں کی سیر کروادی۔ میرے دوست! دنیا میں اگر اسی طرح اپنے خزانوں کو اپنے دوست کو دکھایا جاتا ہے تو میں حقیقی شہنشاہ ہوں، آیئے میں بھی اپنے خزانوں کا آپ ﷺ کو دیدار کرادیتا ہوں۔ تاکہ دنیا والوں کو یقین آجائے کہ واقعی میں نے آپ ﷺ کو اپنا محبوب ﷺ بنا لیا ہے۔

شفاعت میں آسانی:

پھر اس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ قیامت کے دن شافع بنیں گے۔ یعنی شفاعت کرنے والے۔ اسی لئے تو شافع روز جزاء کہا جاتا ہے۔ اس لئے جب اذان کے بعد دعا مانگی جاتی ہے تو اس میں کہا جاتا ہے کہ اے اللہ! ہمیں نبی اکرم ﷺ کی شفاعت عطا فرمانا اور آپ کو مقام محمود عطا

فرمانا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں، قیامت کا دن ہوگا، انسانیت پریشان ہوگی۔ ہر انسان اپنے گناہوں کے بقدر اپنے پسینے کے اندر ڈوبا ہوا ہوگا جس کو برداشت کرنا مشکل ہوگا۔ سب کے سب انسان مختلف انبیاء کرامؑ کے پاس جائیں گے۔ سیدنا آدمؑ کے پاس، حضرت نوحؑ کے پاس، حضرت ابراہیمؑ کے پاس، حضرت موسیٰؑ کے پاس، حضرت عیسیٰؑ وغیرھم کے پاس جائیں گے۔ فریاد کریں گے کہ اے اللہ کے نبی! آپ ہماری شفاعت کر دیجئے۔ مگر سب تھرتھراتے (کانپتے) ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی جلالت شان سے سب کے سب کانپتے ہوں گے۔ پھر ایسے وقت میں سب میری طرف آئیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے وہ مقام ملے گا کہ مجھے اس پر بٹھایا جائے گا۔ میں وہاں سجدے میں سر رکھ کر اللہ کی حمد بیان کروں گا، تعریفیں کروں گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا، کہ میں اللہ کی ایسی تعریف کروں گا کہ ایسی تعریف نہ پہلے کسی نے کی ہوگی اور نہ ایسی تعریف کوئی بعد میں کرے گا۔ وہ تعریف ایسی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کا سارا جلال اللہ تعالیٰ کے جمال میں بدل جائے گا۔ پروردگار کی رحمت جوش میں آئے گی۔ فرمائیں گے آپ ﷺ نے میری ایسی حمد بیان کی، سجدے سے سر اٹھایئے۔ جس کی آپ شفاعت کریں گے ہم آپ کی شفاعت قبول کریں گے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو عرش پر بلا کر جنت اور دوزخ کے مناظر دکھا دیئے تاکہ لوگوں کی شفاعت کرنے میں قیامت کے دن اپنے محبوب ﷺ کو آسانی ہو سکے۔ بندے نے منظر دیکھا ہو تو اس کی بات کہنا آسان ہوتا ہے۔ اگر پہلی دفعہ بات دیکھی ہو تو انسان کئی مرتبہ پریشان ہوتا ہے کہ میں کیا کہوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج عطا فرما کر جنت و دوزخ کی یہ سیر اس لئے کرا دی، جہنم کے مناظر دکھا دیئے تاکہ میرے محبوب ﷺ کو پتہ رہے کہ جنتیوں اور جہنمیوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور قیامت کے دن آپ ﷺ ان کی شفاعت کا حق ادا کر سکیں۔

اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے دنیا میں ہر نبی کو ایک ایسی دعا کا اختیار دیا کہ تم جیسے مانگو گے اس

دعا کو اسی طرح قبول کرلیا جائے گا۔ جب آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی تو صحابہؓ تڑپ اٹھے۔ پوچھتے ہیں اے اللہ کے نبی ﷺ ! اللہ نے آپ کو بھی اختیار دیا۔ فرمایا! ہاں، عرض کیا تو اے اللہ کے نبی ﷺ ! پھر آپ نے کونسی دعا مانگی؟ فرمایا، میں نے کوئی دعا نہیں مانگی۔ میں نے اس دعا کو اپنے لئے ذخیرہ بنا لیا۔ قیامت کا دن ہوگا میری گنہگار امت کھڑی ہوگی۔ میں اس وقت دعا کروں گا کہ اے پروردگار! میری ساری امت کو اپنی رحمت سے آج جنت میں داخل کر دے۔ فرمایا میں جنت میں نہیں جاؤں گا جب تک کہ میرا آخری امتی بھی جنت سے باہر ہوگا۔ جب ساری امت اندر چلی جائے گی پھر میں جنت میں داخل ہوں گا۔ میں قیامت کے دن وہ دعا کروں گا اور اللہ تعالیٰ میری دعا کے بدلے میں میری گنہگار امت کی مغفرت فرما دیں گے۔ سبحان اللہ

رحمت خداوندی کا اظہار:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج پر بلایا تو اس میں ایک حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پر قیامت کے دن اپنی امت کے سارے احوال کھولنے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عرش پر بلایا اور اپنی رحمت کے خزانے دکھا دیئے تاکہ میرے محبوب ﷺ کو میری رحمت کے خزانوں کو آنکھوں سے دیکھنے کی سعادت مل جائے۔ ایسا نہ ہو کہ اگر آپ پر امت کے گناہوں کو پیش کیا جائے تو آپ ﷺ کا دل رنجیدہ ہو کہ میری امت کے اتنے گناہ ہیں، کیسے بخشے جائیں گے۔ پروردگار عالم نے اپنے محبوب ﷺ کو رحمت کے خزانے دکھا دیئے۔ او میرے محبوب ﷺ ! تیری امت کے گناہ جتنے بھی زیادہ ہوں، ذرا میری رحمتوں کو بھی دیکھ لو۔ وہ ان رحمتوں سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ میری رحمتیں ان تمام گناہوں سے زیادہ ہوں گی تاکہ میرے محبوب ﷺ کے دل کو امت کے گناہوں کو جان کر تکلیف نہ ہو۔

زمین اور آسمان کے مدارج میں برابری:

بعض علماء نے یہ حکمت بھی لکھی ہے کہ ایک دفعہ زمین اور آسمان کے درمیان ہم کلامی ہوئی۔ آپس میں بات چیت ہوئی۔ آسمان نے کہا، دیکھو، میرے اوپر فلاں چیز ہے۔ زمین نے کہا، میرے اوپر فلاں چیز ہے۔ آسمان نے کہا، میرے اوپر چاند اور ستارے ہیں۔ زمین نے کہا کہ میرے اوپر نبی اکرم ﷺ کے صحابہؓ ہیں۔ آسمان نے کہا، میرے اوپر اللہ کی رحمت کے خزینے ہیں۔ زمین نے کہا، میرے اوپر محبوب کی رحمت کا مدینہ ہے۔ تو آپس میں اس طرح باتیں ہوتی رہیں۔ آسمان نے کہا، میرے اوپر مقدس مقامات ہیں تو زمین نے بھی کہا کہ میرے اوپر طور، مکہ اور مدینہ جیسے مقامات ہیں۔ آپس میں ہمکلامی طویل ہوگئی۔ بالآخر زمین نے کہا کہ اچھا تیرے اوپر جو کچھ بھی ہے، بتاؤ تو سہی تیرے اوپر اللہ کے محبوب ﷺ تو نہیں۔ یہ سعادت تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ہی عطا فرمادی۔ جب زمین نے کہا تو آسمان کے پاس اس کا جواب نہ تھا۔ پروردگار عالم کی رحمت نے چاہا کہ اچھا اگر زمین کو یہ سعادت ملی ہے کہ میرے محبوب ﷺ کے قدم اس پر لگے ہیں، تو میں محبوب ﷺ کے قدموں کو عرش پر بھی لگوا دیتا ہوں تاکہ سعادت میں دونوں برابر ہو جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج عطا فرمائی۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ